بڑے لوگ چھوٹے لوگ

منظور وقار

ید اللہ کالونی، گلبرگہ۔585104 (کرناٹک)، موبائل: 9731428416

بڑے لوگ

معروف ادیب مختار مسعود نے اپنی شاہکار تصنیف آوازِ دوست میں لکھا ہے ''بڑے لوگ انعام کے طور پر دیے جاتے ہیں۔ سزا کے طور پر چھین لئے جاتے ہیں۔'' یہاں بڑے لوگوں سے مراد دور ماضی کی ان عظیم شخصیتوں سے ہے جو اپنے کارناموں سے سسکتی ہوئی انسانیت کے ہونٹوں پر امرت بن کر ٹپکتے تھے۔ ان بڑے لوگوں ہی کا کمال ہے کہ آج ہم لوگ قندیلوں اور چراغوں کی روشنی میں نہیں آنکھوں کو خیرہ، دماغ کو حیران کرنے والی برقی روشنیوں، رات کو دن میں بدلنے والے مرکیوری بلبوں، لیمپ پوسٹوں کے درمیان جی رہے ہیں۔ کل تک ہم لوگ بلبوں، لیمپ پوسٹوں کے درمیان جی رہے ہیں۔ کل تک ہم لوگ بیلوں، خچروں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے۔ یہ بڑے لوگوں اور عظیم سائنسدانوں کی شب و روز کی محنت، جستجو، تحقیق اور ذہنی اُڑان ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم برق رفتار راکٹوں اور ہوائی جہازوں میں سوار ہو کر چاند ستاروں اور آسمانوں کی سیر کر رہے ہیں۔ یہ ان بڑے لوگوں کا احسان ہے جنھوں نے اپنے علم، فراست اور عمل صالح کے ذریعہ دُنیا سے برائی، جہالت اور نفرت کو مٹا کر امن انسانیت اور محبت کے دیے روشن کئے تھے، لیکن آج سب کچھ بدل گیا ہے بڑے لوگ بڑے نہیں رہے، جو لوگ حقیقی معنوں میں بڑے تھے روپوش ہو چکے ہیں۔ چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کی جگہ لیتے جا رہے ہیں۔ دور حاضر کے بڑے لوگ صرف نام کے بڑے لوگ ہیں۔ ان کا عمل اور کردار چھوٹے لوگوں سے بھی چھوٹا ہے۔ برائی کو اچھائی، پستی کو بلندی سمجھنا ان بڑے لوگوں کی خوبی ہے۔ دور حاضر کے نام نہاد بڑے لوگ صرف بڑے لوگوں ہی میں اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔ برے لوگ جس سوسائٹی میں اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اس کو اونچی سوسائٹی کہا جاتا ہے۔ بڑے لوگ بڑی بڑی کاروں میں گھومتے ہیں۔ اپنے ساتھ خوبصورت سکریٹریوں اور کتوں کو رکھتے ہیں۔ بڑے لوگ بڑے بنگلوں میں رہتے ہیں۔ بڑے بڑے جلسوں اور تقریبات میں شرکت کرتے ہیں۔ بڑے لوگ مندر مسجد بھی جاتے ہیں۔ مندروں اور درگاہوں کو دان، عطیہ، چندہ وغیرہ بھی دیتے ہیں۔ نائٹ کلبوں میں شراب اور شباب پر حرام کی کمائی بھی لٹاتے ہیں۔ شاید آپ سوچ رہے ہوں گے بڑے لوگوں سے مراد اونٹ جیسے دراز قد جانوروں سے تو نہیں۔ اگر آپ اس طرح سوچ رہے ہیں تو آپ کی سوچ صد فیصد تو نہیں نصف فیصد تو ضرور صحیح ہے۔ بڑے لوگ دراز قد جانور تو نہیں انسان ہوتے ہیں۔ البتہ ہر بڑے آدمی کے پیچھے دُم ہوتی ہے۔ یہ دُم اقتدار کی ہوتی ہے یا دھن دولت کی۔ یہ اور بات ہے کہ یہ دم بظاہر نظر تو نہیں آتی، لیکن بڑے آدمیوں پر نظر پڑتے ہی لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ ان کے پیچھے دولت، اقتدار اور عہدوں کی دم لٹک رہی ہے۔ بڑے لوگ مندرجہ ذیل میدانوں میں نظر آئیں گے۔

سیاسی میدان: سیاسی میدان کے بڑے لوگوں کی زندگی چھوٹے چھوٹے کاموں سے شروع ہوتی ہے۔ ابتدا میں یہ لوگ سیاسی قائدین کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں۔ سیاسی جلسوں اور انتخابی ریلیوں میں کرسیاں بچھانے، لاؤڈ اسپیکر لگانے، ڈائس سجانے کی ذمہ داری بھی ان کی ہوتی ہے۔ ان خدمات کو دیکھ کر انہیں پارٹی میں چھوٹا موٹا عہدہ دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں یہ لوگ ترقی کرتے کرتے کارپوریٹر اور میئر بن جاتے ہیں۔ ترقی کا مزید موقع ملا تو ایم۔ ایل۔ اے کا الیکشن جیت کر منسٹر بھی بن جاتے ہیں۔ قسمت نے ساتھ دیا تو یہ لوگ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کی کرسی تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ان کا شمار بڑے لوگوں میں ہونے لگتا ہے۔ سیاسی میدان کے بڑے لوگوں کو دیکھ کر عام لوگ سلام کرتے ہیں۔ ہاتھ جوڑ کر نمسکار کرتے ہیں۔ ان کے بنگلوں کے اطراف اپنے نجی کاموں کے لیے کتوں کی طرح منڈلاتے ہیں۔ بعض وقت ان کے پالتو کتوں سے کٹواتے ہیں۔ برسوں چپل پھاڑنے کے بعد کسی کا کوئی کام بن جاتا ہے۔ ورنہ بہت سے لوگ بڑے لوگوں کے بنگلوں اور آفسوں کے چکر لگاتے لگاتے بھگوان کے پاس پھٹی ہوئی چپلوں کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں۔ بڑے لوگ، سیاسی قائدین، وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم بڑی بڑی

سڑکوں، بڑے بڑے پلوں اور بڑی بڑی سرکاری عمارتوں کا سنگ بنیاد رکھتے ہیں۔انہی کی زندگی میں تعمیر مکمل ہوئی تو عمارتوں، پلوں اور سڑکوں کا افتتاح بھی کرتے ہیں۔ بڑے لوگ چھوٹے شہروں اور دیہاتوں کا دورہ نہیں کرتے، دیہاتوں اور چھوٹے شہروں کا دورہ کرنے سے دل کا دورہ پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔لہٰذا بڑے لوگ ملک کے صرف بڑے شہروں ہی کا دورہ کرتے ہیں۔علاوہ ازیں بیرونی ممالک کے بڑے شہروں کا دورہ کرنا بھی ان کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔سیاسی میدان کے بڑے لوگ دُنیا کے بڑے بڑے حکمرانوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ بڑے حکمرانوں کی نعلوں میں ایستادہ نیلی آنکھوں اور سنہری زلفوں والی سرخ رنگت خواتین سے مصافحہ کرتے ہیں۔ان کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں۔باتیں کرتے کرتے محبت سے ان کے گال چومتے ہیں۔سیاسی میدان کے بڑے لوگ بیرونی ممالک کا دورہ کرتے ہیں تو ہندوستانی کھدر، نہرو شرٹ اور گاندھی ٹوپی کو لپیٹ کرر کھتے ہیں۔ برخلاف اس کے لاکھوں روپے مالیت کا سوٹ زیب تن کرتے ہیں۔ہاتھ میں ہیرے کی انگوٹھی ہوتی ہے۔اس اہتمام کا مقصد بیرونی ممالک کے بڑے لوگوں (حکمرانوں) پر یہ رُعب جمانا ہوتا ہے کہ ہم ہندوستانی حکمران غریب ہیں اور نہ ہمارا ملک (بھارت) غریب ہے۔سیاسی میدان کے بڑے لوگوں کا کام بیرونی ممالک کا دورہ کرنا، کانفرنسوں میں تقریریں کرنا، گھوم پھر کر تاریخی، عمارتوں مندروں اور چرچوں کا دیدار کرنا ہوتا ہے۔ان کے سفر خرچ، قیام وطعام، گھومنے پھرنے اور ایئر کنڈیشنڈ لاجوں کے بند کمروں کے بستروں پر گرمی لینے کا خرچ حکومت ادا کرتی ہے۔

ادبی میدان: ادبی میدان کے بڑے لوگ معتبر کہلاتے ہیں۔انہیں دانشور بھی کہا جاتا ہے۔یہ لوگ اُردو انجمنیں اور تنظیمیں بناتے بھی ہیں توڑتے بھی ہیں۔ادبی میدان کے بڑے لوگ بڑے بڑے ادبی اجلاسوں اور مشاعروں کی صدارت کرتے ہیں۔اُردو کے تعلیمی اداروں اور اردو اکادمیوں کے صدر اور چیئرپرسن بڑے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ادبی میدان کے بڑے لوگوں کے تعلقات بڑے لوگ خصوصاً سیاسی قائدین اور وزرا سے بہت اچھے اور گہرے ہوتے ہیں۔اردو ادب کے بڑے لوگ سیاسی قائدین اور وزرا کے منظور نظر بن جاتے ہیں تو انہیں سرسید ایوارڈ، غالب ایوارڈ، توڑ پھوڑ ایوارڈ، توڑ جوڑ ایوارڈ جیسے انعامات و اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔اُردو کے شعرا زندگی بھر قلم گھستے ہیں۔ مشاعرہ پڑھتے پڑھتے بوڑھے ہوجاتے ہیں پھر بھی ان کا شمار صرف شعرا میں ہوتا ہے۔اگر کسی شاعر کو کسی تیسرے درجہ کی فلم میں دو چار گانے لکھنے کا موقع ملتا ہے تو اچانک اس شاعر کا شمار بڑے لوگوں میں ہونے لگتا ہے۔ اخبارات اور ٹی۔وی چینلس والے اس کا انٹرویو لیتے ہیں۔میک اپ میں لت پت ہیروئن کے ساتھ اس کی تصویریں چھپتی ہیں۔اسے کل ہند مشاعروں میں مدعو کیا جاتا ہے۔مشاعروں میں اس کی بے وزن غزلوں پر خوب داد ملتی ہے۔منتظمین مشاعرہ اس فلمی شاعر کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔اسے پھولوں اور شالوں سے لاد دیتے ہیں۔دیگر شعرا بھی فلمی شاعر کی بغل میں کھڑے ہوکر تصویریں کھنچواتے ہیں۔

صحافتی میدان: صحافتی میدان کے بڑے لوگ بڑے بڑے اخبارات کے مالک اور مدیر ہوتے ہیں۔ان لوگوں کو صحافی بھی کہا جاتا ہے۔بڑے صحافی بڑے بڑے سیاسی قائدین کے ساتھ بیرونی ممالک کا دورہ کرتے ہیں۔بڑے لوگوں (حکمرانوں) کے ساتھ بڑی بڑی لاجوں میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ان کے ساتھ فائیو اسٹار ہوٹلوں میں مرغن غذائیں کھاتے ہیں۔بڑے لوگوں کی بوتلوں میں بچی ہوئی قیمتی شراب نوش فرماتے ہیں۔سیاسی میدان کے بڑے لوگ (حکمران) اور سیاسی قائدین بڑے صحافیوں سے خوف زدہ رہتے ہیں۔انھیں اس بات کا خوف لگا رہتا ہے کہ کوئی سر پھرا صحافی ان کے خفیہ رازوں اور جنسی اسکنڈلوں کا کچا چٹھا اخبارات میں نہ ڈال دے۔بڑے صحافیوں کے تعلقات بڑے لوگوں (وزرا) سے بڑے گہرے ہوتے ہیں۔انہی تعلقات کی بنا پر ان کے اخبارات کو سرکاری اشتہارات ملتے ہیں۔

دینی میدان: دینی میدان کے بڑے لوگوں کا شمار قابل احترام شخصیات میں ہوتا ہے۔اس میدان کے لوگ مولوی ملا مولانا مفتی واعظ عالم دین اور سجادہ نشین کہلاتے ہیں۔دینی میدان کے بڑے لوگ دینی جلسوں اور نورانی محفلوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ان جلسوں اور محفلوں کی صدارت بھی کرتے ہیں۔ان لوگوں کو دینی خدمت گار بھی کہا جاتا ہے۔ دینی میدان کے دیگر بڑے لوگوں کو واعظ اور عالم دین کہا جاتا ہے۔یہ لوگ شعلہ بیان مقرر اور واعظ ہوتے ہیں۔اپنی تقریروں اور بیانات سے سامعین کے جذبات کو بھڑکاتے بھی ہیں۔لطیفے حکایات وغیرہ سنا کر ہنساتے بھی ہیں۔یہ لوگ بڑی بڑی کاروں میں بیٹھ کر جلسہ گاہ تشریف لاتے ہیں۔ان کی کاروں کو دیکھ کر ان کے چاہنے والے فرط جذبات سے مغلوب ہوکر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرتے ہیں۔یہ لوگ اپنی تقریروں اور بیانات میں مسلمانوں کے اتحاد اور آپسی اتفاق جیسی باتیں کرنے کو وقت کی بربادی سمجھتے ہیں۔ویسے بھی منتظمین جلسہ انہیں صرف عقائد، مسلک اور اس کی اہمیت پر وعظ و بیان دینے کے لئے مدعو کرتے

ہیں۔ واعظ اور شعلہ بیان مقرر منتظمین جلسہ کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے عقائد اور مسلک کی اہمیت پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔عقائد اور مسلک کی بنیاد پر کسی مسلم جماعت کے مسلمانوں کو جنت میں پہنچا دیتے ہیں تو کسی مسلک کے مسلمانوں کو دوزخ میں پٹک دیتے ہیں۔اس کار خیر کے لئے انہیں کافی محنت بھی کرنی پڑتی ہے۔

چھوٹے لوگ

آج کل چھوٹے لوگوں کی تعداد اتنی بڑھ رہی ہے لگتا ہے چھوٹے لوگوں کی بھیڑ آٹو رکشاؤں کے اژدہام کو شرمندہ کر رہی ہے۔چھوٹے لوگ ہر گلی کوچے میں تو نظر آتے ہی ہیں۔ہاتھوں پیروں میں بھی آنے لگے ہیں۔چھوٹے لوگوں سے مراد پستہ قد یا چھوٹے قد کے انسانوں سے ہے اور نہ ہی چھوٹی موٹی چوریاں کرنے اور تجوریاں توڑنے والوں سے ہے۔یہاں چھوٹے لوگوں سے مراد عام لوگوں کے چھوٹے موٹے کام بنانے والوں سے ہے۔چھوٹے لوگ بڑے لوگوں یعنی سیاسی قائدین، وزرا اور اعلیٰ عہدیداران کے آگے پیچھے گھومتے ہیں۔اپنا کام نکالنے کے لیے بڑے لوگوں اور اعلیٰ عہدیداران کے در پر حاضری دیتے ہیں۔ چھوٹے لوگ بڑے لوگوں اور عام انسانوں کے درمیان پل کا کام کرتے ہیں۔خوشامد، چاپلوسی اور انکساری میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہوتا۔یہی وجہ ہے جس سرکاری کام کے لیے عام لوگ برسوں بڑے آدمیوں اور سرکاری دفتروں کے چکر لگاتے ہیں۔چھوٹے لوگوں کی معرفت سرکاری کام پل بھر میں پورے ہوتے ہیں۔کیونکہ چھوٹے لوگوں کی منت سماجت پر سیاسی قائدین اور اعلیٰ عہدیدار التوا میں پڑی ہوئی فائلوں پر آنکھ بند کر کے دستخط کرتے ہیں۔چھوٹے لوگ بڑے لوگوں یعنی منسٹروں اور اعلیٰ عہدیداران کی ناک کا بال ہوتے ہیں۔صرف ناک کا بال سر کا بال کہلانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔کیونکہ بڑے لوگوں کے سر پالش پتھر کی طرح چکنے اور چمکدار ہوتے ہیں۔چھوٹے لوگ پہلے تو منت سماجت کرتے ہیں۔منت سماجت سے کام نہیں بنتا ہے تو اس صورت میں رشوت کا ہتھیار پھینک دیتے ہیں۔چھوٹے لوگ ایماندار، اصول پسند اور سخت گیر آفیسر کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو پتھر کی طرح سخت آفیسر بھی پگھل کر ہرے نوٹوں سے بھری پاکٹ جیب میں اتار لیتا ہے۔ادھر پاکٹ جیب میں اتر گئی کہ ادھر فائل OK ہو گئی۔چھوٹے لوگ سیاسی قائدین اور اعلیٰ افسروں کے لئے کافی کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ان کی اُوپر کی آمدنی کا ذریعہ چھوٹے لوگ ہی ہوتے ہیں۔رشوت دے کر کام نکالنے کا ہنر کوئی چھوٹے لوگوں سے سیکھے۔سماج اور سوسائٹی میں چھوٹے لوگوں کا مقام بڑا ہوتا ہے۔انہیں چھوٹے لوگوں کے نام سے نہیں پارٹی ورکر ایجنٹ اور سوشل ورکر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔بڑے لوگوں کی طرح چھوٹے لوگ بھی زندگی کے ہر میدان میں موجود ہوتے ہیں۔الگ الگ میدان کے چھوٹے لوگوں کا کام اور مزاج الگ الگ ہوتا ہے۔آپ کی معلومات میں اضافے کی خاطر چند مخصوص میدان کے چھوٹے لوگوں کا مختصر مختصر تعارف حاضر خدمت ہے۔

سیاسی میدان: سیاسی میدان کے چھوٹے لوگوں میں سیاست کی سوجھ بوجھ تو نہیں ہوتی البتہ انہیں سیاسی قائدین، اراکین اسمبلی اور وزراء کی اہمیت، مزاج اور مقام کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔کس سیاسی قائد اور منسٹر سے کس طرح کام لیا جائے۔کس سیاسی قائد اور منسٹر کو کتنا مسکہ لگایا جائے ان باتوں سے سیاسی میدان کے چھوٹے لوگ بخوبی واقف ہوتے ہیں۔اسی لیے تو سیاسی قائدین اور وزرا کے بنگلوں میں چھوٹے لوگوں کی بھیڑ جمع رہتی ہے۔بڑے لوگ بڑے اسی لیے بڑے نظر آتے ہیں کہ وہ چھوٹے لوگوں میں گھرے رہتے ہیں۔سیاسی میدان کے بڑے لوگ انتخابی جلسوں اور ریلیوں کے انتظام کی پوری ذمہ داری چھوٹے لوگوں کو دیتے ہیں۔چھوٹے لوگ پنڈال لگواتے ہیں کرسیاں بچھواتے ہیں۔انتخابی جلسوں میں سامعین کی بھیڑ جمع کرنے کے لیے شہر کے اطراف واکناف دیہاتیوں کو لاریوں اور بسوں میں بھر کر جلسہ گاہ تک لے آتے ہیں۔سامعین کے چائے پانی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔سامعین کا سفر خرچ اور بھتہ چھوٹے لوگ ہی ادا کرتے ہیں۔آفسوں میں اٹکے ہوئے کام بحال کرانا چھوٹے موٹے مجرموں کو پولیس تھانے سے چھڑا کر لانا، عام لوگوں کو سیاسی قائدین اور وزرا سے ملانا، محلّہ اور گلی میں گٹر بنانا، ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کو درست کرانا یہ سب سیاسی میدان کے چھوٹے لوگوں کا کام ہوتا ہے۔

دینی میدان: دینی میدان کے چھوٹے لوگ نماز روزہ کے پابند ہوں نہ ہوں عقائد اور مسلک کے بڑے پابند ہوتے ہیں۔اذان کی آواز سن کر مسجد کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھیں گے، مگر عقائد اور مسلک پر آنچ آتی ہے تو مارنے مرنے پر تیار ہوں گے۔اس میدان کے چھوٹے لوگ تحفظ عقائد اور ایمان کے عنوان سے شہر میں وعظ و بیان کی محفلیں اور جلسے رکھواتے ہیں۔ان جلسوں اور واعظ کی محفلوں میں اپنے پسندیدہ عقائد، مسلک اور مطلب کے علما اور واعظین کو مدعو کرتے ہیں۔وعظ کی کار جلسہ گاہ کے قریب آتی ہے تو دوڑ کر اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔واعظ جب ڈائس کی جانب بڑھنے لگتا ہے تو چھوٹے لوگ ہاتھ بلند کر کے حلق پھاڑ پھاڑ کر مولانا زندہ باد، اہل مسلک زندہ باد، نعرۂ تکبیر زندہ

باد کے نعرے لگاتے ہیں۔ڈائس پر موجود علما کی شال پوشی اور گلپوشی بھی انہی چھوٹے لوگوں کا کام ہوتا ہے۔وعظ کی تقریر کی پوری ویڈیو گرافی کرانا، علما کی ہر اینگل سے تصویریں لینا، جلسے کے بعد اس کی رپورٹ اخبارات کو روانہ کرنا یہ بھی چھوٹے لوگوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

کاروباری میدان : اس میدان کے چھوٹے لوگ شہر کے سیٹھ ساہوکار اور مالدار لوگوں کے یہاں ملازمت کرتے ہیں۔ یہ لوگ کلرک اکاؤنٹنٹ اور کمپیوٹر آپریٹر کہلاتے ہیں۔ان کی تنخواہ کم کام زیادہ ہوتا ہے۔کام کریں نہ کریں مالک کی جی حضوری کرنا ضروری ہوتا ہے۔ورنہ ان کی ملازمت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔کاروباری میدان عرف تجارتی میدان میں سیٹھ ساہوکار عام طور پر کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ان کا تمام دفتری کام چھوٹے لوگ ہی کرتے ہیں۔لہٰذا سیٹھ ساہوکاروں اور کارخانوں کے مالکین کے اندرونی و بیرونی رازوں سے چھوٹے لوگ خوب واقف ہوتے ہیں۔بعض وقت چھوٹے لوگ کچھ ایسا چکر چلاتے ہیں کہ مالک نوکر نوکر مالک والا معاملہ ہوتا ہے مطلب مالک فٹ پاتھ پر آجاتا ہے تو اس کے کارخانے میں کام کرنے والے نوکر (چھوٹے لوگ) خود کارخانوں اور بنگلوں کے مالک بن جاتے ہیں۔

ادبی میدان: ادبی میدان بھی چھوٹے لوگوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اس میدان کے چھوٹے لوگ بڑے بڑے ادبی اجلاسوں اور کل ہند مشاعروں کے دوران بڑا اہم رول ادا کرتے ہیں۔ مشاعروں میں کرسیاں بچھانا ،ڈائس پر پانی کی بوتلیں رکھنا، بیرونی شہروں سے آنے والے شعرا کا استقبال کرنے کے لیے ریلوے اسٹیشن جانا، انہیں ریلوے اسٹیشن سے لاج تک لانا، لاج میں شعرا کے کھانے پینے کا انتظام کرنا، شعرا کو باتھ روم کا دروازہ دکھانا ادبی میدان کے چھوٹے لوگوں کا کام ہوتا ہے۔اس طرح کے چھوٹے لوگ اکادمی یا کسی اردو انجمن کے اراکین ہوتے ہیں یا اُردو خدمت گار ہمارے شہر کے علامہ کاروباری کل ہند مشاعروں کے دوران اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے پیش پیش رہتے ہیں۔شعرا کے استقبال کے لیے آنکھیں بچھاتے ہیں۔شعرا کی ہر فرمائش بیوی کی فرمائش سمجھ کر پوری کرتے ہیں۔مشاعروں میں ممتاز شعراء کرام سے مصافحہ کرتے ہیں۔ان کی گلپوشی اور شال پوشی کرتے ہوئے تصویریں کھنچواتے ہیں۔ ویڈیو گرافی کے وقت شعراء، صدر جلسہ اور مہمانان خصوصی کی بغلوں میں کھڑے رہتے ہیں۔دراصل علامہ چھوٹے لوگوں کی بڑی عمدہ مثال ہیں۔یہ اور بات ہے کہ علامہ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی حرکتیں کر کے خود کو بڑا آدمی سمجھتے ہیں۔

○○

دہلی کے ممتاز صحافی

اس کتاب کی اشاعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارے وہ باکمال صحافی جنھوں نے اپنی فکر و دانش سے ملک کے نظام کی سمت و رفتار متعین کی اور ایسے زمانے میں اس فن سے وابستہ رہے جب کہ یہ صرف گھاٹے کا سودا تھا لیکن ان سرکردہ صحافیوں نے اپنے اصولوں سے کبھی بے وفائی نہیں کی۔

ان اکابرین کی سوانح اور کارناموں کو منظرِ عام پر لانے کے لیے یہ کتاب ایک دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔اکادمی کی کوشش ہے کہ ان لوگوں کے حالاتِ زندگی سے ہماری نوجوان نسل واقف ہو سکے نیز ان کے اصول وضوابط، ان کی میانہ روی سے سبق حاصل کر سکے۔

مصنف: سہیل انجم صفحات:۲۳۶، قیمت:۱۵۰روپے

اردو صحافت کا ارتقا

اردو صحافت نے ارتقاء کا عمل کن مراحل سے گزر کر پورا کیا ہے اور اس کے صحافیوں نے اپنی جفاکشی، محنت اور جدوجہد سے تاریخ کے صفحات پر جو نقوش ثبت کیے ہیں یہ کتاب دراصل اسی کا ایک مبسوط خاکہ ہے جس میں دو صدیوں پر محیط اردو صحافت کے تاریخی، فنی اور تکنیکی ارتقاء کی تاریخ کو سمیٹا گیا ہے۔کتاب میں اردو صحافت کو درپیش مسائل پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

مصنف: معصوم مرادآبادی صفحات:۲۲۴، قیمت:۱۵۰/روپے

ناشر: اردو اکادمی، دہلی